جہاد اور مجاہد کی کامیابی کی شرائط

تحریر -:- محمد داؤد سلیم

جہاد ایک اہم فریضہ ہے اور اسلام کی چوٹی ہے اور اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دیا جیسے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاد کیا انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو اللہ کے راستے میں قربان کر دیا اور اللہ کے راستے میں جہاد کا حق ادا کر دیا ان کی وجہ سے اسلام کو عزت ملی اور جہاد کی وجہ سے انہیں بلندی 'عزت' دنیا کی سرداری اور قیادت نصیب ہوئی۔ انہوں نے اپنے اور اللہ کے درمیان کی ہوئی بیعت کو سچ کر دکھایا۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

" ان اللہ اشتری من المئو منین انفسہم و اموالہم بان لهم الجنة یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدا علیہ حقا فی التورا ۃ والانجیل والقرآن ومن اوفیٰ بعہدہ من اللہ فاستبشر و اببیعکم الذی بایعتم بہ و ذلک الفوز العظیم(التوبہ ۱۱۱)۔

ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور مال کو خرید لیا ہے اس کے عوض ان کو بہشت ملے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پھر مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تورات 'انجیل اور قرآن میں پکا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون اپنے قول کو پورا کرنے والا ہے۔ تم اپنے اس سودے سے خوش ہو جاؤ جو اس سے کیا ہے اور یہ تو بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جہاد سے اعراض کی وجہ سے مسلمانوں پر جو مصائب نازل ہوتے ہیں ان کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حدیث پاک

ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا تبایعتم بالعینتہ و رضیتم بالزرع واتبعتم اذناب البقر و ترکتم الجہاد فی سبیل اللہ سلط اللہ علیکم ذلا لا ینزعہ عنکم حتی ترجعوا الی دینکم۔

(ابوداؤد کتاب البیوع، احمد ۲/ ۸۴، البیہقی ۵-۳۱۶)

ترجمہ جب تم بیع عینہ کرنے لگو اور بیلوں کی دمیں پکڑنے لگو گے اور زراعت کو پسند کرو گے اور جہاد کو چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کرے گا جو اس وقت تک تم سے دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین کے کاموں کی طرف نہ لوٹ آؤ۔

جہاد کرنے کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات کو مد نظر رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ جہاد کو ان پوری شرائط کے ساتھ کیا جائے جس کی وجہ سے جہاد میں کامیابی حاصل ہو اور مجاہد کو بھی اس کا فائدہ پہنچے۔ شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

ایمانداری مجاہد کا مومن ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کا مومنین کو حکم دیا ہے۔

قولہ تعالی! یا یھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ تومنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (الصف ۱۰،۱۱)

ترجمہ: اے مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے۔ (وہ یہ ہے کہ) خدا پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ۔ اور خدا کی راہ میں

اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔"

اگرچہ غیر مسلم یا منافق وغیرہ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ وغیرہ کی پاسداری کرتے ہوئے اسلامی لشکر میں شامل ہو کر لڑائی بھی کریں تو انہیں صرف معمولی سا دنیاوی فائدہ ہوگا کہ انہیں اپنی جان بچانے کا موقع میسر آئے گا یا کچھ نہ کچھ مال غنیمت سے مال حاصل ہو جائے گا لیکن آخرت میں وہ خسارے ہی میں رہیں گے جیسے کہ منافقوں کی بابت اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے ہیں۔

قولہ تعالی ؛ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار و لن تجد لھم نصیرا (النساء۔۱۴۵)

ترجمہ یقیناً منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ ناممکن ہے کہ تو انکا کوئی مددگار پالے۔

اسی طرح حضرت اخیرم رضی اللہ عنہ جو بنی عبد الاشہل سے تھا۔ احد کے دن اسلام لایا اور مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو گیا اور ان کے اسلام لانے کا علم کسی صحابی کو نہیں تھا جب اسے زخمی حالت میں ان کے قبیلے والوں نے دیکھا اور وہ زندگی کے آخری لمحات میں تھا تو قوم نے اس سے سوال کیا کہ تجھے یہاں قوم کی حمیت یا اسلام کی رغبت لائی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اسلام کی رغبت۔ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اسی وقت روح اپنے خالق حقیقی سے جا ملی تو رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنتی ہے حالانکہ اس نے اللہ کے لئے کبھی سجدہ نہیں کیا تھا اور اس کی قوم اس کو دیکھ کر قتل کے درپے ہو گئی تھی کیونکہ انہیں اس کے اسلام لانے کا علم نہیں تھا۔ (مختصر سیرۃ الرسول۔ صفحہ ۱۲۲)

اخلاص اس کا مطلب یہ ہے کہ نیت خالص ہو۔ رضاء الٰہی مقصود ہو دنیا کے اغراض و مقاصد پیش نظر نہ ہوں خواہ عمل کتنا ہی بڑے سے بڑا کیوں نہ ہو اگر نیت خالص نہیں ہوگی تو وہ عمل ضائع اور بیکار ہو جائے گا جبکہ عمل معمولی ہی کیوں نہ ہو اگر نیت خالص ہے تو خدا کے ہاں اس کی بڑی قدر و قیمت ہوگی۔ حدیث پاک میں ہے۔ " انما الأعمال بالنیات و انما لکل امرئ مانوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ و رسولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ و من کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او الی امراۃ ینکحھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ " (بخاری)

ترجمہ سب کاموں کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر انسان کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہے۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو۔ اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہوگی۔ جو حصول دنیا کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کی خاطر ہجرت کرے تو اس کی ہجرت اسی کام کیلئے ہے۔"

اس حدیث میں تو مطلق خلوص نیت کا ذکر ہوا ہے جبکہ ایک دوسری حدیث میں خصوصاً جہاد کے ساتھ نیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

عن ابی ھریرۃ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول " ان اول الناس یقضی یوم القیامتہ علیہ رجل استشھد فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفھا قال فما عملت فیھا؟ قال قاتلت فیک حتی استشھدت قال کذبت و لکنک قاتلت لان یقال۔ جرئ فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجھہ حتی القی فی النار۔ الخ (مسلم کتاب الامارۃ۔ احمد ۲/ ۳۲۲ النسائی و غیرہ)

ترجمہ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن ایک شہید کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جائے گا اس کو لایا جائے گا وہ اللہ کی نعمتوں کو پہچانے گا اسے کہا جائے گا کہ تو نے اپنی زندگی میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ اے اللہ میں نے تیرے راستے میں لڑائی کی حتیٰ کہ میں شہید ہو گیا اللہ فرمائے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے تو اس لئے لڑائی کی کہ تجھے بہادر کہا جائے جو کہ کہا گیا پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے۔

شریعت مطہرہ کی پابندی ویسے تو انسان کو ہر حالت میں کتاب وسنت پر عمل کرنا چاہیے لیکن جہاد کے معاملے میں خصوصیت کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر نظر رکھنی چاہیے کہ مجھ سے کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جائے جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو جس کی وجہ سے میرے اعمال بھی ضائع ہو جائیں اور خدا نہ کرے کہ مسلمانوں کو بھی کوئی نقصان اٹھانا پڑے جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ نے کفار سے صلح کی شرائط طے کیں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم لوگ حق پر اور یہ لوگ باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ انہوں نے کہا تو پھر کیوں ہم اپنے دین کے بارے میں دباؤ قبول کریں اور ایسی حالت میں پلٹیں کہ ابھی اللہ نے ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ خطاب کے صاحبزادے میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ وہ میری مدد کرے گا اور مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا انہوں نے کہا کیا آپ نے ہم سے یہ بیان نہیں کیا تھا کہ آپ بیت اللہ کے پاس تشریف لائیں گے اور اسکا طواف کریں گے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اسی سال آئیں گے۔ انہوں نے کہا نہیں

آپ نے فرمایا تو بہرحال تم بیت اللہ کے پاس جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے سے بھرے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بھی وہی باتیں کیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں تھیں انہوں نے بھی ٹھیک وہی جواب دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اور اخیر میں اتنا اور اضافہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب تھامے رہو۔ یہاں تک کہ موت آجائے کیونکہ خدا کی قسم آپ حق پر ہیں۔ (رحیق المختوم صفحہ ۵۵۰)

اگر عمر رضی اللہ عنہ جوش بہادری میں مگن ہو جاتے جیسے کہ اپنی بات سے اس کا اظہار کر رہے تھے تو نا معلوم کہ مسلمانوں کو کس قدر نقصان اٹھانا پڑتا اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں غلطی سرزد ہوئی تھی۔

خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے صلح حدیبیہ کے دن جو غلطی کی تھی اور جو بات کہہ دی تھی اس پر میں شرمندہ ہوں۔ اور اس سے ڈر کر میں نے بہت سے اعمال کئے۔ برابر صدقہ و خیرات کرتا رہا۔ روزے رکھتا رہا اور نماز پڑھتا رہا' غلام آزاد کرتا رہا یہاں تک کہ اب مجھے خیر کی امید ہے۔ (رحیق المختوم صفحہ ۵۵۱)

جماعت کو لازم پکڑنا جو کام بھی اکٹھے مل کر کیا جاتا ہے اس کو اکیلا آدمی سرانجام نہیں دے سکتا اور پھر جہاد جیسا عظیم فریضہ جماعت کے ساتھ ملے بغیر الگ الگ کیسے ادا کیا جا سکتا ہے اگر علیحدہ علیحدہ جہاد کریں گے تو دشمن آسانی سے غلبہ حاصل کرے گا' لہٰذا جماعت کے ساتھ مل کر جہاد کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ اتحاد جسمانی ہو یا فکری ہو۔ جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے ساتھ جسمانی اور فکری اتحاد کے ساتھ جہاد کیا۔

اور جہاد افغانستان میں تمام گروہوں نے اسلام کی سربلندی کیلئے فکری طور پر متحد ہو کر روس کے خلاف جہاد کیا تو کامیاب و کامران ہوئے مگر جونہی ان کی سوچ مختلف ہوئی تو

آپس میں لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے جس کی وجہ سے عالم اسلام دنیا کے سامنے شرمندہ ہے۔

رمضان المبارک کی عزت و حرمت کی وجہ سے تمام فریقین لڑائی سے دست بردار ہو گئے ہیں خدا کرے کہ جس طرح رمضان المبارک میں افغانستان پر سکون رہا ہے۔ اسی طرح تاقیامت وہاں ماحول پر امن ہو جائے۔

امیر کی اطاعت امیر کی اطاعت بھی بہت ضروری ہے اگر امیر کی تابعداری نہ کی جائے تو نتائج بھی امیر کی خواہش کے مطابق نہیں ہوں گے اور خود امیر کو بھی پریشانی ہو گی کہ میری سوچ و فکر اور عمل اور ہے جبکہ میرے جانبازوں کی سوچ اور عمل کچھ اور ہے جس کی وجہ سے لشکر کو کسی عظیم نقصان کا خمیازہ بھگتنا پڑ سکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

احد کے دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کو فتح و شکست ہر حال میں اپنے پہاڑی مورچے پر ڈٹے رہنے کی کتنی سخت تاکید فرمائی تھی لیکن ان سارے تاکیدی احکامات کے باوجود جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان دشمن کا مال غنیمت لوٹ رہے ہیں تو ان پر حب دنیا کا کچھ اثر غالب آگیا چنانچہ بعض نے بعض سے کہا غنیمت.......... غنیمت........ تمہارے ساتھی جیت گئے........ اب کاہے کا انتظار ہے؟

اس آواز کے اٹھتے ہی ان کے کمانڈر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات یاد دلائے اور فرمایا کیا تم لوگ بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کیا حکم دیا۔ لیکن ان کی غالب اکثریت نے اس یاددہانی پر کان نہ دھرا اور کہنے لگے خدا کی قسم ہم بھی لوگوں کے پاس ضرور جائیں گے اور کچھ مال غنیمت ضرور حاصل کریں گے۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۲۶ رحیق المختوم صفحہ ۴۱۳)

تیر اندازوں کی اکثریت نے اس وقت خوفناک غلطی کا ارتکاب کیا جب مختصر سا

اسلامی لشکر اہل مکہ کے خلاف تاریخ کے اوراق پر ایک اور شاندار فتح ثبت کر رہا تھا جو اپنی تابناکی میں جنگ بدر کی فتح سے کسی طرح کم نہ تھی۔ اس غلطی کی وجہ سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ مسلمان سنگین خسارے سے دوچار ہوئے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہادت سے بال بال بچے اور مسلمانوں کی وہ ساکھ اور ہیبت جاتی رہی جو جنگ بدر کے نتیجے میں انہیں حاصل ہوئی تھی۔

تدریب۔ مشق حالات کے مطابق جدید اسلحے سے واقفیت اور اس کی ٹریننگ بھی ضروری ہے۔ اگرچہ ٹریننگ کے بغیر بھی جذبہ جہاد سے سرشار مسلمان اپنے مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس طریقے سے کافی نقصان کے بعد مقصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے سامنے افغانستان کی مثال ہے۔ کہ اس کا آغاز عوام کے جذبہ جہاد سے ہوا تھا جو کہ غیر تربیت یافتہ تھے جس کی وجہ سے کافی مدت اور کثیر نقصان کے بعد کامیابی حاصل ہوئی۔ اسی طرح اب بوسنیا اور کشمیر میں بھی آزادی کے نام پر جہاد جاری ہے اور وہ بھی وہاں کی عوام جذبہ جہاد سے سرشار ہونے کی وجہ سے کر رہی ہے جو غیر تربیت یافتہ ہیں جس کی وجہ سے کافی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے البتہ تربیت یافتہ مجاہد بھی وہاں پہنچنے شروع ہو گئے ہیں اس لئے اب اللہ کے فضل و کرم سے کم نقصان اور قلیل مدت میں یہ بھی مقصد آزادی کو حال کر لیں گے کیونکہ تربیت یافتہ مجاہد کافروں پر اپنی جنگی خوبیوں اور جوہر کاملہ سے بہت جلد غلبہ حاصل کرلیں گے اس لئے جنگی تربیت کی اشد ضرورت ہے۔ جیسے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ

عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی المنبر یقول: واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ: الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی: الا ان القوۃ الرمی۔ (مسلم)

ترجمہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ " اور تیار کرو واسطے جنگ کافروں کے وہ چیز کہ کر سکو تم قوت سے۔" خبردار رہو۔ تحقیق قوت تیر اندازی ہے۔ خبردار قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔ خبردار قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔ گویا کافروں کے لئے تیر اندازی، نشانہ بازی اور ٹریننگ حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔

صبر و استقامت اللہ کے راستے میں مصائب پر صبر اور استقامت کا مظاہرہ کرنا بھی نہایت اہم ہے اگر مجاہدین مصائب سے گھبرا جائیں گے تو ان کے تمام ساتھیوں کے حوصلے ٹوٹ جائیں گے اور دشمن کے حوصلے بلند ہوں گے اور وہ مجاہدین کو نقصان پہنچانے اور ان پر غلبہ حاصل کرنے کی نامراد کوشش کریں گے جیسے۔

احد کے دن جب مسلمان نرغے میں آگئے تو ایک گروہ تو ہوش کھو بیٹھا اسے صرف اپنی جان کی پڑی تھی چنانچہ اس نے میدان جنگ چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی اسے کچھ خبر نہ تھی کہ پیچھے کیا ہو رہا ہے۔ ان میں سے کچھ تو بھاگ کر مدینے میں جا گھسے اور کچھ پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے ایک اور گروہ پیچھے کی طرف پلٹا تو مشرکین کے ساتھ مخلوط ہو گیا دونوں لشکر گڈمڈ ہو گئے اور ایک کو دوسرے کا پتہ نہ چل سکا۔ اس کے نتیجے میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں بعض مسلمان مارے گئے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ احد کے روز (پہلے) مشرکین کو شکست فاش ہوئی اس کے بعد ابلیس نے آواز لگائی کہ اللہ کے بندو! پیچھے .... اس پر اگلی صف پلٹی اور پچھلی صف سے ٹکرا گئی۔ حذیفہ نے دیکھا کہ ان کے والد یمان پر حملہ ہو رہا ہے وہ بولے! اللہ کے بندو، میرے والد ہیں لیکن خدا کی قسم لوگوں نے ان سے ہاتھ نہ روکا۔ یہاں تک کہ انہیں مار ہی ڈالا، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ آپ لوگوں کی مغفرت

کرے۔(بخاری ۱/ ۵۳۹ ٬رحیق المختوم صفحہ ۴۱۳)

اور اسی طرح جب میدان جنگ میں مجاہدین کے حوصلے ٹوٹ جائیں تو پھر انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اب ہمارے سامنے کون ہے یا ہم نے کس طرف جانا ہے تو ایسی صورت حال میں کافروں کے سامنے ہتھیار ڈالنے اور ان سے امان طلب کرنے کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہوتا جیسا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس بارے میں خیال کیا کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سے مل کر کہا جائے کہ وہ ابوسفیان سے ان کے لئے امان طلب کر دے۔

اللہ کی رحمت کی امید رکھنا اللہ کی رحمت کی امید رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ جن کی نگاہیں اللہ پر ہوں وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں بقول شاعر۔

؎ ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

اگر مجاہد اپنی بہادری٬ جوانمردی اور غیراللہ پر امید رکھے گا تو وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکے گا۔

قولہ تعالی۔" قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمتہ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم "(الزمر-۵۳)

ترجمہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجئے۔اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر اسراف کیا ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کردے گا۔یقیناً وہ بخشنے والا٬ رحم کرنے والا ہے۔"

عاجزی وانکساری میدان جنگ میں اگرچہ کفار کے سامنے سینہ تان کر چلا جائے

اور انہیں اپنی کمزوری کا اظہار نہ ہونے دیا جائے لیکن اللہ کے سامنے اپنی عاجزی و انکساری اور کمزوری کا اظہار ضرور کرنا چاہیے۔ جیساکہ حدیث میں آتا ہے کہ جنگ بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

اللھم ان تھلک ھذہ العصابتہ الیوم لا تعبد ' اللھم ان شئت لم تعبد بعد الیوم ابدا (مسلم شریف)

" اے اللہ! اگر آج یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت کبھی نہ کی جائے۔"

آپ ﷺ نے خوب عاجزی کے ساتھ دعا کی یہاں تک کہ دونوں کندھوں سے چادر گر گئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر درست کی اور عرض پرداز ہوئے اے اللہ کے رسول ﷺ بس فرمایئے آپ نے اپنے رب سے بڑے الحاح کے ساتھ دعا فرمائی ہے۔

دعا دعا عبادت کا ایک اہم حصہ ہے اس لئے اسے میدان جنگ میں بھی نہیں بھولنا چاہیے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو مومن کا ہتھیار قرار دیا ہے اور خود بھی آپ ﷺ میدان کارزار میں دعائیں مانگا کرتے تھے جیسے کہ جنگ بدر کی دعا کا ذکر اوپر گزر چکا اور یوم احد کے دن آپ ﷺ نے دعا مانگی۔"

اے اللہ! تیرے ہی لئے ساری حمد ہے۔ جس چیز کو تو کشادہ کردے اسے کوئی تنگ نہیں کر سکتا اور جس چیز کو تو تنگ کردے اسے کوئی کشادہ نہیں کر سکتا جس کو تو گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جو چیز تو دے دے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ جس چیز کو تو دور کردے اسے کوئی قریب نہیں کر سکتا۔ اے اللہ! ہمارے اوپر اپنی برکتیں رحمتیں اور فضل و رزق پھیلادے۔

اے اللہ میں تجھ سے برقرار رہنے والی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو نہ ٹلے اور نہ ختم ہو اے اللہ میں تجھ سے فقر کے دن مدد کا اور خوف کے دن امن کا سوال کرتا ہوں اے اللہ جو کچھ تو نے ہمیں دیا ہے اس کے شر سے اور جو کچھ نہیں دیا ہے اس کے بھی شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اے اللہ ہمارے نزدیک ایمان کو محبوب کردے اور اسے ہمارے دلوں میں خوشنما بنادے اور کفر' فسق اور نافرمانی کو ناگوار بنادے اور مسلمان ہی رکھتے ہوئے زندہ رکھ۔ اور رسوائی اور فتنے سے دوچار کئے بغیر صالحین میں شامل فرما۔ اے اللہ تو ان کافروں کو مار اور ان پر سختی اور عذاب کر جو تیرے پیغمبروں کو جھٹلاتے اور تیری راہ سے روکتے ہیں۔ اے اللہ! ان کافروں کو بھی مار جنہیں کتاب دی گئی۔

(بخاری کتاب الادب' مسند احمد ۳ / ۴۲۴)

کس قدر طویل' اہم اور جامع دعا مانگی اور اسی طرح دوسرے غزوات میں بھی آپ ﷺ نے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے در کا سوالی بنائے۔ آمین۔

بقیہ :- سود، ایک بدترین جرم

کے برعکس یہ سمجھے جارہے ہیں کہ موجودہ زمانے میں سودی نظام کے بغیر کوئی اقتصادی نظام پنپ نہیں سکتا۔ خواہ یہ اقتصادی نظام آسمانی دستور کیوں نہ ہو۔ (نعوذ باللہ)